© rasailojaraid.com

وصیت نامہ نواب صدیق حسن خاں

قاسم حسن سید (جام شورو)

(۳)

نعمت کے لئے یہ طریقہ مجرّب اہل دین و شکر ہے کہ جب اپنی نعمتوں پر نگاہ کرے، ماشاء اللہ لا قوۃ اِلّا باللہ کہہ لیا کرے اور ہر نعمت کو طرف خدا کے سمجھے، نہ طرف کسی مخلوق کے۔ گو حصول میں اس نعمت کے کوئی واسطہ کیوں نہ ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ اس واسطہ و محسن کا بھی شاکر و ثناخواں رہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے "جس نے آدمی کا شکر نہ کیا اس نے خدا کا بھی شکر نہ کیا" سو میں ہزار زبان و دل سے شکر گذار رئیسہ عالیہ ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے واسطہ اس غنا کا میرے حق ٹھیرایا۔ کیونکہ ان کی تفصیلات و انعامات و احسانات و رعایات میرے ساتھ بلا میری کارگزاری لیاقت و استحقاق کے اس قدر ہیں کہ ہیں تھوڑا سا شکر ان کا بڑی عمر میں ادا نہیں کر سکتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے اس امر کا سائل و داعی ہوں کہ مکافات ان نعم کی میری طرف سے ان کو عقبیٰ میں کرے تاکہ میں ان کے بار احسان سے اگر اس جگہ سبکدوش نہیں ہو سکا تو اس جگہ ہو جاؤں اور معاوضہ اس جگہ کا ان کے لئے بہتر ہوگا اس معاوضہ سے جو میں بصورت مقدرت اس جگہ کر سکتا۔ میں بائیس برس سے مشمول ان کے عواطف خسروانہ کا ہوں اور یوں تو ۱۲۷۰ھ سے متوسل اس ریاست کا ہوں جزاہا اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء۔ امر دوم یہ ہے کہ میں سن شعور میں ویسا ہی مسلمان تھا جیسے رسمی ہوتے ہیں یعنی مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا مسلمان ٹھیرا مگر باپ کو جو ایک عالم دیندار قانع و صابر و متبع و متقی حق پرست تھے، نہ پایا کہ ان کے فیض خدمت و صحبت سے کامیاب حقائق دین ہوتا۔ نہ کسی اور عالم آخرت کی صحبت زیادہ نصیب ہوئی۔ اگرچہ وعظ میں اکثر بزرگان دین کے بشوق خاطر بلا تحریک احدے ابتدائے عمر میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور علم دوست تھا پھر جب نوبت تحصیل علوم رسمیہ متداولہ کی آئی تو خدمت میں علمائے عصر کے حسب رواج ان ہی علوم کو پڑھا جو شیوۂ اہل دیار ہے یعنی دین میں فقہ و اصول مذہب حنفی اور باقی علوم دنیا لہیہ اور ایک شخص نوجوان واقف ان فنون کا ٹھیرا۔ یہاں تک کہ حکمت بالغہ الٰہی کا مقتضا بحسب قدرت ازل یہ ہوا کہ میں ربقہ مذہب کذائی تقلیدی محض سے خارج ہو کر دائرہ تحقیق سنت و کتاب میں داخل ہوں۔ چنانچہ خود بخود جاذبہ شوق طرف علوم قرآن و حدیث کے تہ دل و تعظیم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ے اٹھا اور بقیہ اوقات مستعار کو وقف قرأت وتحصیل ودرس فنون سنت و دواوین حدیث وتفسیر و ذخائر فقہ و سنت و اصول حدیث واصول قرآن واصول فقہ وسنت واصول لغت ونحو کیا۔ تا آنکہ ایک ملکۂ راسخہ فہم ومعرفت کا ان علوم مبارکہ میں حاصل ہوا اور طرائق سلف صلحاء وعلماء وقدماء ومجتہدین پر اطلاع حاصل ہو گئی اور ادلۂ مذاہب ائمہ اربعہ معلوم ہو گئی۔ اور سلیقہ ترجیح دلیل اور تضعیف حال وقیل کا حاصل ہوا۔ اور رجحان طریقہ سلف کا شیوۂ خلف پر برہان جلی ثابت ہو گیا۔ اس طرح پر کہ شک وشبہ کو راہ طرف اس کے خلاف کے باقی نہ رہی۔ اور علم فقہ وحدیث وتفسیر کہ یہی اصول اسلام ہیں، ایسا سہل وآسان ہو گیا جیسا لوہا ہاتھ میں داؤد علیہ السلام کے موم ہو جاتا تھا۔

الین لابی داؤد الحدیث کما الین لداؤد الحدید۔ اب میں جملہ ابواب شرع شریف میں عبادات ومعاملات وغیرہا سے مذہب اہل حدیث کو مع دلائل واضح بیان کر سکتا ہوں۔ وللہ الحمد والمنۃ اور اختیار کرنا میرا اس طریقہ کو کچھ ہوائے نفس سے نہیں ہوا بلکہ یہ توفیق الٰہی ہوا اس لئے کہ میں سلف ارجمند اور زمرۂ خلف حق پسند میں جس کو دیکھتا ہوں، وہ طرف اسی طریقہ مثلی کے گیا ہے۔ اور اقوال ان کے در بارہ ترغیب اتباع سنت واجتناب عن البدعت شمار سے زیادہ ہیں۔ کیا علمائے کرام کیا صوفیائے عظام

نہ ہمیں نکہتِ گل سوئے گلستان کشم ذوق ہم نغمگیٔ مرغِ خوش الحاں کشم
زخمی عشقم وصد درد وتمنا دارم دل بہ دو کانچۂ الماس فروشاں کشم

الغرض پہلے میں باوجود حصول علوم وفنون رسمیہ کے ایک مرد عامی مقلد عارف اقوال لوشما تھا۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو اصول وحقائق با ایمان صحیح قوی روش واضح السبیل پر علم وآگاہی بخشی اور ضلال سے ہدی کیا، لا احصی ثناء علیہ ھو کما اثنی علی نفسہ۔ امر سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عائل پا کر غنی کر دیا۔ اس کا ذکر مطاوی خاوی سابقہ میں گذر چکا ہے مع ذالک میں خفیف الحاذ بھی ہوں کہ اولاد کثیر نہیں رکھتا۔ عیال یسیر رکھتا ہوں۔ دو فرزند ایک دختر۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بار گراں معاش سے بھی مجھ کو سبکدوش فرما دیا کہ رئیسہ عالیہ نے علاوہ مری جاگیر کے ہر دو فرزند کو جاگیر بارہ بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی اور دختر کو چھ ہزار سالانہ اور خوش سعادتمند کو تین ہزار کی استقلالاً بلا شرکت یک دیگر نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ ابداً موبداً مع وراثہ بموجب شرح مندرجہ اسناد واقطاع عطا کی ہے۔ یہ سب بچے اپنی حد ذات میں میری مؤنت سے بے نیاز ہیں۔ ان کو چاہئے کہ قدر وقیمت اس نعمت غیر مترقبہ کی سمجھیں اور ہر دم منعم حقیقی ومحسنِ مجازی کے شکر گذار اور ثنا خواں رہیں اور اسراف تبذیر سے بچ کر چلیں کیونکہ جن کو بے مشقت دولت ہاتھ آتی ہے۔ وہ اپنی نا تجربہ کاری سے بذل صرف کر کے چند روز میں۔ بعد والدین کے تہی دست مفلس نادار ہو جاتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر طلب معاش میں سرگرداں پریشاں و حیران ہو کر انواع معاصی الٰہی اور امور خلاف غیرت و شرافت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت نادم ہوتے ہیں، لیکن وہ ندامت بجز حسرت و افسوس و ثبوت سفاہیت کے کچھ نفع نہیں دیتی۔ اس شکل کا نتیجہ ہمیشہ احسن ارذل ہوتا ہے

صد حیف کہ ما پیر نود سالہ نبودیم روزیکہ رسیدیم بہ ایام جوانی

خصوصاً اس زمانۂ آفت نشانہ میں افلاس سبب ذلت و کفر برائے مسلمان ہو جاتا ہے جس کو دیکھو حیا و شرم کو چھوڑ کر مخلوق سے سوال حاجت کرتا پھرتا ہے حالانکہ یہ سوال منجملہ کبائر ذنوب کے ہے۔ یا قرض لیتا ہے جو شہداء سے بھی معاف نہیں ہوتا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ باوجود ہزار احتیاج کے زمانہ ابتدائی عمر سے کبھی نہ لیلۃً کسی امیر و فقیر اجنبی و عزیز سے کوئی سوال حاجت کیا نہ بجز خدا کے اس امید پر کسی کے در کا سائل بنا۔ اور نہ کبھی اپنی غیرت و حمیت کے خلاف کسی امر ذلیل کا مرتکب ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ کسی علم و فضل و ہنر کی کسی جگہ کوئی قدر نہیں ہے۔ حصول دنیا و جاہ و زر مکر و فریب، دغابازی، دروغ و چالاکی و خیانت و جوڑ توڑ پر موقوف ہے۔ اکثر خلق ان ہی حیل سے رزق و معاش حاصل کرتی ہے۔ اور ہزار قالب فضائل میں ظاہر ہو کر تحصیل مال میں براہ ریاکاری مشغول رہتی ہے۔ مراتب دین کے واسطے تحصیل دنیا کے رہ گئے ہیں۔ نہ واسطے تکمیل اسلام و دوستی عقبیٰ کے۔ پھر ان لوگوں کا کیا ذکر ہے جو محض بندۂ شکم و پرستار دینار و درہم ہیں۔ اس زمانہ کے ملّا و مولوی، فقیر و مشائخ بیرزادہ غالباً ان لوگوں جیسے کام کرتے ہیں، جو یوم الحساب پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور حرام کو حلال خالص جان کر ہر حیلہ و شعبدہ کے پیرائے سے جمع کرتے ہیں اور خود تو ہالک تھے اپنے اہل و عیال کو اور مریدین و معتقدین کو بھی رزق حرام سے پرورش کر کے اور تہمت تحصیل و رشوت و سرف و نحو ہا دلا کر دار البوار میں پہونچاتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قوا انفسکم و اھلیکم ناراً۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہیچ میرز کس میرس کو ایسے زمانہ نازک میں شیوۂ ناہنجار اہل زمان و ابنائے دہر سے محفوظ رکھ کر اپنے خزانہ غیب سے رزق طیب و حلال عنایت فرمایا۔ اور یہی فضل بعینہ میرے اخلاف پر کیا۔ اگر وہ اس نعمت کی قدر سمجھیں گے تو یہ نعمت جب تک خدا چاہے گا پاس ان کے باقی رہے گی۔ ورنہ شر خیر پر غالب رہتا ہے اِلّا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ میں ذریت خاتم الانبیا میں ہوں اگرچہ مثل دود تنگ آتش اور مانند کرم عاصی ہوں لیکن بحکم وراثت ادنیٰ حصہ ان ہر صفات کا جو قرآن کریم میں دربارۂ رسول رحیم فرمایا ہے مجھکو بھی مل گیا ہے۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

عیال دار مفلس کے رشتہ دار و آشنا وقت تہیدستی بیگانہ اور اغیار ہو جاتے ہیں اور جب کوئی آدمی ثروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وآسودہ حالی کو پہونچ جاتا ہے تو سینکڑوں بیگانہ آشنا و قریب دلسوز بن کر آتے ہیں۔ کوئی اس کو شاگرد بتاتا ہے اور کوئی استاد و پیر ایسی حالت پر دلالت میں عقلمند وہ ہے، جو ان کے دھوکے میں نہ آئے۔ اور ان کی آشنائی و جاں نثاری و شیخوخت و استادی و مولویت و دوستی و رشتہ داری پر مغرور ہو کر آپ کو مفلس بنائے صلہ رحم میں مواسات مطابق حال سائل و قریب کے کافی ہے نہ ایثار۔ اور اہل صلہ رحم چند نفر خاص ہیں جن کا ذکر رسالہ مستقلہ میں لکھا گیا ہے۔ ورنہ یوں تو سارے بنی آدم رشتہ دار یکدیگر ہیں۔ ناتجربہ کار لوگوں کو ان کے اعزہ قریب و بعید و آشنائے جدید و قدیم بہت جلد حالت افلاس کو پہونچا دیتے ہیں میں اپنے اخلاف کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسے کاروباریوں سے ہوشیار رہیں اور مسائل صلہ رحم و صدقات و خیرات کو بہ پابندی شرع شریف بجالائیں اور اہل دہر سے غافل نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسرفین و مبذرین کو قرآن شریف میں اخوان الشیاطین فرمایا ہے جو درہم و دینار روپیہ پیسہ و پول سیاہ خلاف اجازت شرع و نامرضی حق میں صرف ہوتا ہے وہ عقبیٰ میں ایک داغ آتش سوزان جہنم ہوگا اسی میں سارے مصارف اسباب و انواع۔ لہو لعب وجود و سخا ظاہر داخل ہیں۔ مگر یہ کہ توبہ نصیب ہو اور عمل صالح سے تلافی مافات کی جائے۔ اکثر وجہ افلاس خلق کے یہ ہیں۔ یہی سرف ناروا و حرص عیش خانی و یار باشی و ہوا و ہوس نفسانی و اغوائے شیطانی اور حب دنیائے فانی ہے ورنہ باوجود فساد زماں اس وقت میں اکثر لوگ بقدر کفاف بلکہ زیادہ اس سے حاصل رکھتے ہیں۔ جس کو طرز و قدر معیشت سلف پر اطلاع حاصل ہے وہ جانتا ہے کہ ہر مفلس اس زمانے کا ان کے مقابلہ میں باعتبار مقدرت ایک بادشاہ ہے لیکن یہ تابع ہوائے نفس ہے اور وہ متبع حکم قدس تھے فبہداہم اقتدہ اس طریقہ پر جو شخص قانع و صابر ہوگا، وہ ہرگز شکوہ رزق نہ کریگا یہ شکوہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ ہر شخص حرص عیش و کامرانی کا فوق الحد خود رکھتا ہے اور بیش از قسمت و بیش از وقت دیکھتا ہے۔ اور آخرت کو بھول گیا ہے۔

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں
آنچہ من درکار دارم اکثرش درکار نیست

(مسلسل)

© rasailojaraid.com